بابائے
ناصبیت
غلام رسول برائے نام قاسمی
کی حقیقت
از قلم :
مفتی چمن زمان نجم القادری

دوسرا باب
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو کا جائزہ

اس باب میں گفتگو کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں بابائے ناصبیت کے مختصر احوال۔ اور یہ احوال اس لیے ضروری ہیں کہ نواصب نے عوامِ اہلِ سنت کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور یہ باور کروایا جارہا ہے کہ بابائے ناصبیت بڑا مفتی، شیخ الحدیث اور پیر ہے۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے۔ دوسری فصل میں موصوف کی، بلاتبصرہ، زہریلی گفتگو۔ تیسری فصل میں موصوف کی زہریلی گفتگو پر مختصر تبصرہ۔

پہلی فصل
راندۂ درگاہ غلام ناصبی

? غلام رسول کون ہے؟

? اس کی تعلیم کیا ہے؟

? درسیات کہاں سے پڑھا؟

? کس جامعہ سے فارغ التحصیل ہے؟

? مفتی کی سند کہاں سے ملی؟

? شیخ الحدیث کس طرح قرار پایا؟

? مرید کس کا ہے؟

? قاسمی بننے کا قصہ کیا ہے؟

? پیر کب اور کیسے بنا؟ وغیرہ وغیرہ

یہ وہ باتیں ہیں جنہیں عوام کی اکثریت نہیں جانتی۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ موصوف کے اپنے حلقے کے اکثر لوگ بھی ناواقف ہیں تو شاید مبالغہ نہ ہو۔

غلام رسول کا واسطہ ان کریموں سے ہوا جنہوں نے اپنی شانِ لجپالی سے اس شخص کی ساری حرکتیں جانتے ہوئے بھی اپنے جدِ امجد مولائے کائنات علیہ السلام کی طرح پردہ پوشی ہی کو اپنائے رکھا۔ اور شاید اب بھی یہ شخص پردے میں ہی رہتا۔ **کیونکہ ہم افراد سے نہیں، نظریات سے اختلاف کرتے ہیں۔** لیکن اس شخص کی جانب سے عوامِ اہلِ سنت کو دیئے جانے والے دھوکا کو واضح کرنے کے لیے موصوف کی حقیقت پر سے صرف ایک پردہ اٹھانا ضروری سمجھا۔ اور اگر مزید پردے ہٹے تو شاید موصوف کسی جلسے میں جانے کے لائق بھی نہ رہیں۔

لیکن ہمیں موصوف کے پیر بننے یا شیخ الحدیث کہلوانے سے کوئی سروکار نہیں۔ ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ: موصوف خاندانِ رسول ﷺ سے دشمنی سے باز آجائیں۔ اس کے علاوہ وہ جانیں اور ان کے پیروکار جانیں۔ کیونکہ جیسے مقتدی ہیں ایسا ہی ان کا مقتدا ہے۔

فیروزی دربار میں حاضری

یہ کوئی 1980ء کی بات ہوگی۔ جب صرف دس جماعت پڑھا ائیر فورس کا ایک ملازم غلام رسول اپنے کورس میٹ اعظم فیروزی صاحب (مرید کے) غلام علی فیروزی (پھالیہ۔ منڈی بہاؤالدین) کے ساتھ **قاسم الخیرات الحاج حضرت پیر سید فیروز شاہ صاحب**

قاسمی دام ظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت قاسم الخیرات کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر "غلام رسول" سے "غلام رسول فیروزی" بن گیا۔

یہ وہ دور تھا جب غلام رسول کی نہ شادی ہوئی تھی اور نہ ہی موصوف ابھی تک پیر بنے تھے۔ موصوف کی شادی بھی بعد میں ہوئی اور ان کا نکاح بھی حضرت قاسم الخیرات پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت فیوضہم نے پڑھایا۔ موصوف کی والدہ اور بھائی وغیرہ بھی حضور قبلہ سائیں قاسم الخیرات کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔

قارئین کی تسلی کے لیے ائیر فورس کے ملازم غلام رسول کی اُس دور کی ایک تصویر بھی پیشِ خدمت ہے:

سب سے دائیں طرف غلام رسول۔ (سفید پینٹ شرٹ میں) سب سے بائیں اعظم فیروزی صاحب۔ (مرید کے)۔ غلام رسول کے دائیں ہاتھ غلام علی فیروزی (پھالیہ، منڈی بہاؤالدین)

موصوف اپنی جگہ شاعری بھی کرتے تھے اور لکھنے کا بھی جنون تھا۔ لہذا حضور قاسم الخیرات پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کے ملفوظات بھی جمع کیے۔ ملفوظات کے ٹائٹل کی تصویر ملاحظہ ہو:
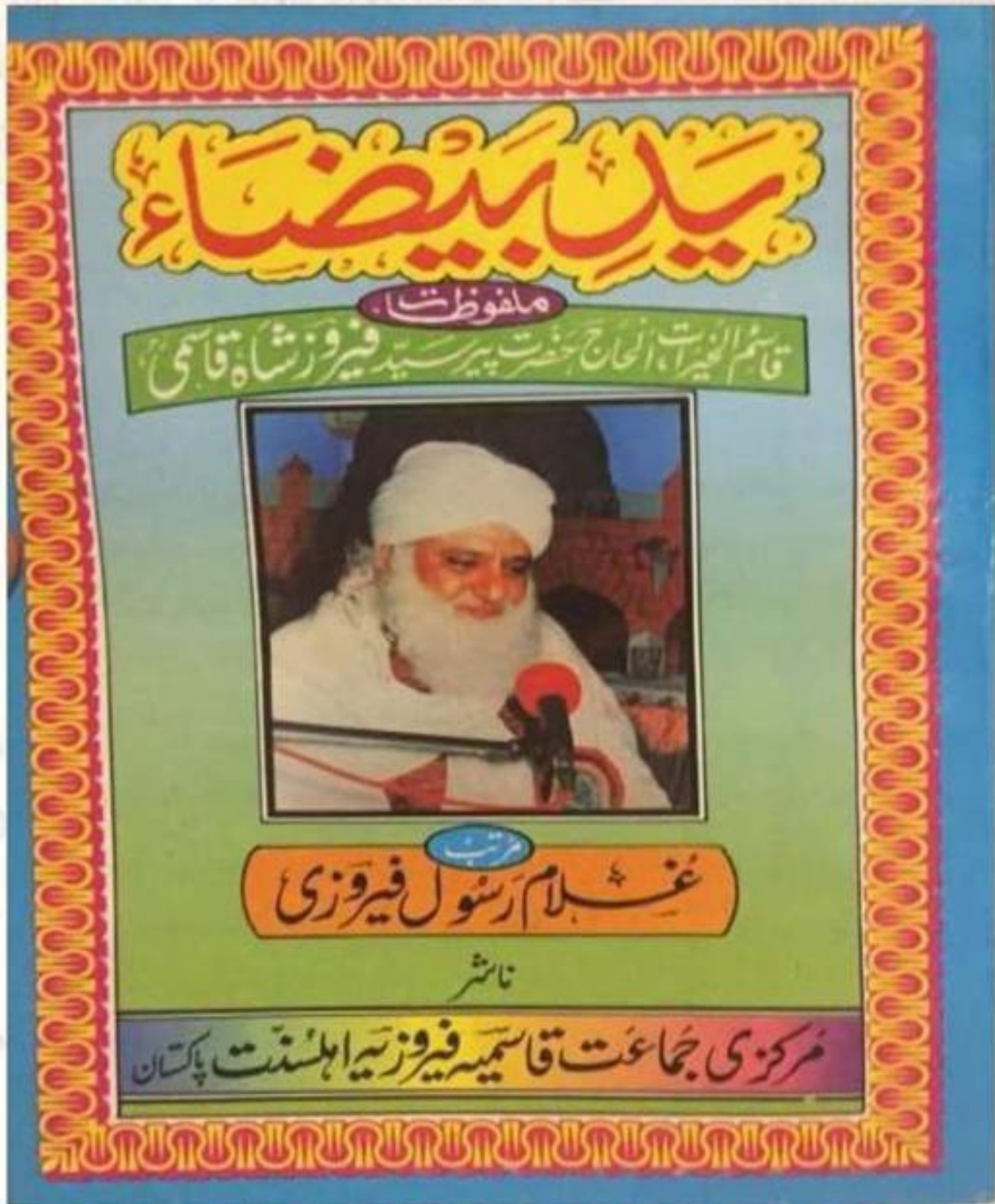
سرورق پر جلی الفاظ میں "غلام رسول فیروزی" ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

قارئینِ کرام!

یہ ہیں ناصبیوں کے ممدوح اور ان کے پیر اور ان کے شیخ الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ جن کی کل تعلیم: **میٹرک** ہے اور پیشہ: **"ائیر فورس کی ملازمت"**

ائیر فورس کی ملازمت کوئی بری بات نہیں۔ رزقِ حلال کی تلاش نیکی ہے اور پھر وطنِ عزیز کی حفاظت تو اہم ترین واجبات سے ہے۔ لیکن ڈرائیور کو چاہیے گاڑی چلائے۔ مکینک کو چاہیے کہ گاڑی ٹھیک کرے۔ باورچی کو چاہیے کہ کچن سنبھالے۔ نائی کو چاہیے کہ بال بنائے۔ موچی کو چاہیے کہ جوتا سیئے۔ جس کا جو کام ہے اس کو وہی کام کرنا چاہیے۔

اگر نائی موچی والا کام شروع کر دے اور موچی باورچی کا منصب سنبھال لے اور باورچی بال بنانے لگ جائے تو پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

جب کام نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

(صحیح بخاری 59)

بابائے ناصبیت غلام رسول ناصبی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ **درسیات سے بالکل بے بہرہ اور اسکول میں بھی صرف میٹرک پڑھا ہوا ائیر فورس کا ایک ملازم**۔ جب مدرسہ کا منہ ہی نہیں دیکھا تو دینیات میں گفتگو کی لیاقت کہاں سے آئے

گی ؟ لیکن لکھنے کا اتنا جنون کہ جب موصوف لکھنے بیٹھے تو لکھتے لکھتے اپنے آپ کو خود سے ہی "پیرِ طریقت" بھی لکھنا شروع کر دیا۔

خود کو پیر لکھنے پر سائیں حضور کی جانب سے سرزنش

حضرت سائیں قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم چونکہ صُوفی منِش شخصیت ہیں اور غلام رسول ابھی زیرِ تربیت تھا۔ لہذا حضرت سائیں قاسم الخیرات کو موصوف کی یہ حرکت بالکل پسند نہ آئی کہ یہ اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں سے "پیرِ طریقت" لکھے۔ حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی نے اسے اپنے آپ کو "پیرِ طریقت" لکھنے سے سختی سے روکا اور فرمایا کہ: "فقیر" لکھا کرو۔

بابائے ناصبیت کی ہٹ دھرمی

لیکن غلام رسول اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی کتابوں پر اور جگہ جگہ اپنا نام لکھتا اور اپنے آپ کو پیر طریقت لکھتا۔ سر گودھا میں اپنے نام کا بورڈ لگوایا اور اس پر بھی پیرِ طریقت لکھوایا۔ "پیرِ طریقت" بننے اور کہلوانے کا ایسا جنون سوار تھا کہ موصوف اپنے شیخ طریقت کی بات بھی ماننے کو تیار نہ تھے۔ کتابوں پر بھی باقاعدہ "پیر طریقت" پرنٹ کروانا شروع کر دیا۔

سائیں حضور کی ناراضگی

موصوف کی اس قسم کی حرکتوں سے حضور قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی مدظلہ موصوف سے ناراض ہو گئے۔ اور شاید یہ ناراضگی کا معاملہ ایک سے زائد بار ہوا۔ جب حضور قاسم الخیرات ناراض ہوتے تو پھر دوست احباب موصوف کو

ملامت کرتے۔ دوست احباب کی ملامت کی وجہ سے موصوف معافی مانگنے پر مجبور ہو جاتے۔

بابائے ناصبیت کی تحریری معافی طلبی

12 اگست 1998 کو موصوف نے تحریرا معافی طلب کی۔ موصوف کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے خط کا عکس ملاحظہ ہو:

[illegible] عظیم پیر [illegible]

السلام علیکم۔ حضور! میں آپ کا مجرم ہوں۔
میں نے بے شرمی کی حد کر دی۔ میں نے جرم گستاخی اور خطا
کرنے میں پورا زور لگا دیا۔ میں نے آپ کو بہت دکھ دیئے۔
پتہ نہیں آپ کس طرح برداشت فرماتے رہے اور خود پر
فوراً آسمان سے بجلی کیسے نہ گری۔

حضور! میں خود تو اپنے ظالمانہ گناہوں کو ناقابلِ
معافی قرار دے چکا ہوں۔ مگر آپ اٹھارہ سال سے
میری خباثتوں کو معاف فرماتے آرہے ہیں۔ اس
بار پھر احسانِ عظیم فرمائیے۔ میری حماقتیں معاف
فرمائیے اور مجھے اپنی سچی غلامی میں قبول فرمالیجئے۔
جرائم اگرچہ بھیانک ہیں مگر رحمت سے بہت کم
ہیں۔

[illegible] ساری جماعت کو سلام۔

والسلام علیکم

آپ کا غلام
غلام رسول فیروزی
مورخہ 12 اگست 1998

اٹھارہ سالہ غلامی کا اقرار

اس خط میں موصوف کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی "اٹھارہ سالہ غلامی" کا اقرار خصوصی طور پر قابلِ توجہ ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ غلام ناصبی کسی دور میں بھی قاسمی نہیں ہوا۔ اس نے محدثِ مشوری حضور قبلہ پیر سائیں محمد قاسم مشوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پہ کبھی بیعت کی ہی نہیں۔ یہ 1980 میں فیروزی بنا۔ جس کا اقرار اوپر دیئے گئے اس کے اپنے ہاتھ کے خط میں 18 سالہ غلامی کے اقرار کی صورت میں موجود ہے۔ لیکن اپنی گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ جب راندۂ درگاہ ہو گیا تو پھر اس نے جھوٹ موٹ میں قاسمی کا لیبل لگالیا جس کا کسی قدر تذکرہ سطورِ ذیل میں آتا ہے۔

سائیں حضور کی متعدد بار ناراضگی

موصوف کی حرکتیں ایسی تھیں کہ بار بار اپنے شیخ کریم حضور پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کو ناراض کر دیتا اور پھر دوست احباب کے تانے تشنے معافی مانگنے پر مجبور کر دیتے۔

معافی کے لیے کراچی حاضری

ایک بار موصوف معافی مانگنے کے لیے باقاعدہ کراچی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی عرضہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ جب غلام رسول معافی مانگنے آیا تو حضور قبلہ نے فرمایا:

"جب تک میں عمرہ سے واپس نہیں آتا تب تک تم نے یہیں رکنا ہے۔"

بدقسمت کی نئی حرکت

یہ وہ موقع ہے جب بابائے ناصبیت اپنے شیخ و مرشد سے معافی مانگنے پہنچے ہیں اور شیخ کریم حکم فرمارہے ہیں کہ: جب تک میں عمرہ سے واپس نہ لوٹوں اس وقت تک تم نے یہیں رکنا ہے۔ لیکن یہ وہ مرید تھا کہ جب معافی مانگنے گیا اس وقت بھی اپنے شیخ کریم کو ناراض کر کر واپس لوٹا۔ حضور قاسم الخیرات نے کراچی رکنے کا حکم فرمایا اور بابائے ناصبیت تین چار دن بعد واپس روانہ ہو گئے۔

نافرمان مرید پیر بن بیٹھا

جس شخص کی شروع سے یہ حالت رہی۔ آج وہ پیشوائے امت بننے کے لیے کوشاں ہے۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ پیر کے مرید پر کیا حقوق ہیں، وہ خود پیر بن کر لوگوں کو طریقت سکھانے کا دعوے دار ہے۔

کتابیں لکھنا چھوڑ دو

اگر شیخ کامل ہو تو وہ بہتر سمجھتا ہے کہ اس کے مرید کی روحانی ترقی میں کونسی چیز رکاوٹ بن رہی ہے۔ پس حضور پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کی نگاہِ ناز نے اس راز کو سمجھتے ہوئے غلام رسول سے کہا تم کتابیں لکھنا چھوڑ دو۔۔۔!!!

جوابی کتاب

اسے غلام رسول کی بدقسمتی کہا جائے یا حرماں نصیبی سے تعبیر کیا جائے۔ غلام رسول نے اپنے شیخ و مرشد کے اس حکم پر بھی ایک کتاب لکھ دی۔۔۔!!!

قارئین!

اندازہ کیجیے۔۔۔!!!

موصوف " پیر سائیں " کہلوانے کے سخت تمنائی وشیدائی ہیں۔ لیکن حضرت کی حالت یہ ہے کہ جس موقع پر شیخ کریم نے کتاب لکھنے سے روکا۔ اس کے جواب میں بھی کتاب ہی لکھ ماری۔

اب اگر ایسا شخص اٹھ کر خاندانِ رسالت سے بغض کا اظہار کرے یا ناصبیت کی ترویج واشاعت کرے تو اچنبھے کی کیا بات ہے؟ کیونکہ اس قسم کے لوگ یہی کچھ کر سکتے ہیں اور ایسے لوگوں کے نصیب میں یہی کچھ ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاه بِهِ. وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا

راندۂ درگاہ

حضرت قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کی ناراضگی تو غلام رسول کی بہتری اور بھلائی کی خواہش پر تھی۔ تاکہ یہ شخص اپنی غلط حرکات سے باز آئے اور ایک اچھا مرید بن کر سلوک کی راہوں سے بآسانی گزر کر اپنے مقصد تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکے۔ لیکن یہ خوبیاں شاید غلام رسول کے نصیب میں کبھی نہ تھیں۔ غلام رسول نے بار بار اپنے شیخ کریم کو ناراض کرنے کے بعد آخر کار اپنے نام کے آخر سے "فیروزی" ہٹا دیا۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ: غلام رسول نے اپنے نام سے "فیروزی" نہیں ہٹایا بلکہ جب مالکوں نے آزما لیا کہ یہ ہمارے لائق نہیں تو اس نسبت کو اس سے خود ہی واپس لے لیا **اور موصوف کو راندۂ درگاہ کر دیا۔**

موصوف کی نئی چال

حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دام ظلہ کے دربار سے راندۂ درگاہ ہونے کے بعد غلام رسول کو سب سے بڑی جو پریشانی لاحق تھی وہ تھی "جماعت کی مخالفت"۔ غلام رسول سابق فیروزی کو اندازہ تھا کہ وہ جماعت کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی اندازہ تھا کہ اگر وہ کسی دوسرے آستانے پہ چلا جاتا ہے تو جب بھی جماعت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہذا موصوف نے اپنی فطری چالاکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور سائیں قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی زید مجدہم کے پیر خانہ مشوری شریف کا رخ کیا اور حضرت سائیں نالے مٹھا رحمہ اللہ تعالی کے پاس پہنچ گیا۔

جعلی قاسمی

یہ کوئی 2003 کے لگ بھگ کی بات ہو گی۔ موصوف نے کمال چالاکی کے ساتھ وہاں جا کر سفید جھوٹ بولتے ہوئے اپنے آپ کو تاجدارِ مشوری حضرت سائیں علامہ محمد قاسم مشوری نور اللہ مرقدہ کا مرید ظاہر کیا اور "قاسمی" بننے کی طرف پہلا قدم اٹھایا۔

پکا قاسمی بننے کے لیے جھوٹ پہ جھوٹ

قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ 2004 میں حضرت سائیں نالے مٹھا کا وصال ہو گیا اور اب غلام رسول کو پکا قاسمی بننے کا موقع مل گیا۔ اور پھر اس "قاسمی" کو حتمی صورت اس وقت ملی جب موصوف نے قاسم الحقائق نامی کتاب میں اپنا تذکرہ بھی

شامل کروا دیا اور جھوٹ کی انتہا کہ:

- 1980 سے حضرت تاجدارِ مشوری کے ساتھ نسبت بھی بنالی۔
- مرید ہونے کے وقت حضرت تاجدارِ مشوری کی جانب سے طویل وقت ہاتھ پکڑے رکھنے کا جھوٹ بھی گھڑ لیا۔
- حضرت تاجدارِ مشوری سے عربی میں گفتگو بھی گھڑ لی۔

[illegible] سے منع پا ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اپنا بریف کیس اٹھایا اور [illegible] کو اٹھانے کا کہا اور واپس کو چل [illegible]
حضرت سائیں میاں علی محمد اور دیگر حاضرین نے شاہ صاحب کی بہت منت سماجت کی کہ آپ اتنی دور سے سخت سردی [illegible] میں آئے ہیں حضرت قبلہ عالم سائیں بادشاہ سے ضرور مل کر جائیں۔ شاہ صاحب نے کہا میں کسی سے نہیں ملتا۔ [illegible] نے کہا شاہ صاحب پھر بات کرتے ہو، میں نے اسی وجہ سے زندہ پیروں میں شامل کر لیا ہے ان پر کسی کی منت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ شاہ صاحب سائیں بادشاہ سے ملے بغیر واپس اسی تانگے پر چلے گئے۔

حضرت شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی (سرگودھا)

شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی کا آبائی تعلق [illegible] تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم سے ہے۔ ۱۳ جنوری [illegible] میں ولادت ہوئی۔ میٹرک کے بعد پاکستان ایئر فورس میں ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے دوران ملک کے بہترین [illegible] بالخصوص حضرت علامہ محمد فضل احمد صاحب اور حضرت علامہ غلام رسول فیضی صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۰ء میں [illegible] سائیں بادشاہ قدس سرہ سے روحانی نسبت قائم ہوئی اور مرشد کریم نے ذکر شریف دینے سے پہلے ہاتھ پکڑا تو کافی دیر تک پکڑے ہی رکھا۔ ہاتھ اس قدر مضبوطی میں پکڑا کہ باقاعدہ محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ہاتھ کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ کافی دیر تک [illegible] سے ہاتھ پکڑے بیٹھے رہے بعد ازاں ذکر شریف سے نوازا۔

درگاہ شریف پر مسلسل رابطہ رہا اور بعض اوقات طویل قیام بھی ہوتے۔ مرشد کریم سائیں بادشاہ کی صحبت میں [illegible] اور آپ سے حدیث شریف کے سماع کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت آپ کریم اپنے شاہزادہ حضرت [illegible] سائیں بادشاہ دامت برکاتہم العالیہ کو جامع صغیر پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے خاص روحانی اسرار کے سلسلے میں [illegible] حاصل کرنے کے لیے سائیں بادشاہ سے عربی زبان میں گفتگو بھی کی۔

حضرت علامہ علی بخش صاحب چاچڑ [illegible] قدس سرہ العزیز داود شریف، حضرت قبلہ سائیں امیر بخش جمالی قدس سرہ [illegible] حضرت قبلہ مست سائیں محمد شفیع عرف [illegible] فقیر قدس سرہ الاقدس، حضرت قبلہ سید یعقوب شاہ صاحب قدس اللہ تعالیٰ [illegible] اور حضرت قبلہ حافظ اختیار احمد صاحب رحیم یار خان کی صحبت خاص میسر رہی۔

مرشد کریم کے وصال شریف کے بعد حضرت حق سائیں [illegible] قدس سرہ الاقدس نے سلسلے کی خدمت کی [illegible] اور ایئر فورس سے ریٹائر ہونے کے بعد تا حال سرگودھا شہر میں جماعت کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔

مذکورہ بالا اسکین میں غلام رسول ناصبی نے جو باتیں اپنے بارے میں لکھوائی ہیں، یہ وہ جھوٹ ہیں جنہیں غلام رسول تا قیامِ قیامت ثابت نہیں کر سکتا۔

میٹرک پاس شیخ الحدیث

اور ستم بالائے ستم کہ:

دس جماعت پڑھے شخص نے، جس نے کبھی مدرسے کا منہ نہیں دیکھا، خود کو "شیخ الحدیث" بھی لکھوالیا۔

اور ایک ایسا شخص جو اپنے ہی پیر و مرشد کا راندۂ درگاہ ہے، وہ پیر بھی بن گیا۔

بابائے ناصبیت کا کھلا جھوٹ

قارئینِ کرام!

ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے کہ غلام رسول نے 1998 میں اپنے شیخ کریم حضرت سائیں پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کو خط لکھا اور اپنی اٹھارہ سالہ غلامی کا ذکر کیا۔

جب یہ شخص 1998 میں اٹھارہ سال سے حضرت پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی کا مرید تھا تو:

? 1980 میں حضرت تاجدارِ مشوری کا مرید کیسے ہو گیا؟

? اور خاص روحانی اسرار کے لیے عربی میں گفتگو کب کر لی؟

ذیل میں دیئے گئے اسکین میں ہائی لائٹ عبارت کو بغور ملاحظہ کریں۔ یہ بابائے ناصبیت کی تصنیف "ید بیضا" کا صفحہ 94 ہے جس پر موصوف تسلیم کر رہے ہیں کہ: حضرت تاجدارِ مشوری موصوف کے دادا مرشد ہیں۔

۹۴

اگر مرشد کریم نظر نہ آتے تو میں چھت سے زمین پر گر جاتا۔

میں سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترا۔ درگاہ شریف میں حاضر ہوا۔ حضور مرشد کریم دفتر میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ (اس زمانے میں آپ دفتر میں تشریف رکھا کرتے تھے) جیسے ہی میں سامنے ہوا آپ نے میری طرف دیکھا۔ آپ کی آنکھیں بالکل سرخ تھیں۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا۔ "دیکھ کے چلا کرو"

○ ایک مرتبہ حضور مرشد کریم کے مرشد پاک حضرت پیر سائیں محمد قاسم مشوری رحمت اللہ علیہ عمرہ شریف پر تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک آدھ دن کراچی میں قیام فرمایا تھا۔ جب ایئرپورٹ اترے۔ تو جماعت قاسمیہ فیروزیہ کے فقیر "کنار" جو ایئرپورٹ پر کام کرتے تھے اپنے دادا مرشد کریم کی زیارت کرنے لگے تو انہیں حال آ گیا۔

دادا مرشد کریم نے فرمایا شاہ صاحب! (یعنی ہمارے مرشد کریم) انہیں اتنا دے رکھا ہے کہ ان سے برداشت ہی نہیں ہو رہا؟

آپ نے فرمایا حضور! آپ نے ہی اسے کچھ کیا ہے ورنہ پہلے تو یہ حالت نہیں تھی۔

○ فرمایا کہ مرشد کامل اپنے مرید کو پہلے ہی روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔ طالب کو سمجھ بعد میں آتی ہے۔

○ فرمایا کہ کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو یہاں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ مگر انہیں معرفت اور پہچان حاصل نہیں ہوتی۔

قارئینِ کرام!

مذکورہ بالا گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ:

بابائے ناصبیت ایک جھوٹا شخص ہے۔ موصوف کا کسی دور میں دینیات سے کوئی بھی تعلق نہیں رہا۔ یہ جاہل کریمانامِ حق تک نہیں پڑھا ہوا۔ بس اِدھر اُدھر سے اردو کی کچھ کتابیں پڑھ کر اور کچھ علماء کے ساتھ بیٹھ کر اپنی چالاکی سے شیخ الحدیث اور نہ جانے کیا کیا کہلوانا شروع ہو گیا ہے۔

نیز نہ یہ قاسمی ہے اور نہ ہی فیروزی۔ تاجدارِ مشوری کے ہاتھ پر اس نے کبھی بیعت کی ہی نہیں۔ اور حضور قاسم الخیرات قبلہ پیر سید فیروز شاہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کا یہ راندۂ درگاہ ہے۔ کمال چابکدستی سے جعلی قاسمی بنا اور رفتہ رفتہ جماعت کو یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ یہ حضرت تاجدارِ مشوری رحمہ اللہ تعالی کا مرید ہے۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے اور موصوف کے جھوٹ پر موصوف کی اپنی ہی پرانی تصانیف اور اس کے کورس میٹ حضرات بھی گواہ ہیں۔

اس لیے بندہ کا کہنا ہے کہ:

بابائے ناصبیت نہ فیروزی ہے نہ قاسمی ہے۔۔۔

بس ناصبی ہے۔۔۔!!!

دوسری فصل
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو کا متن

یوں تو بابائے ناصبیت تقریباً اپنے ہر خطاب میں ہی زہر اگلتا ہے۔ لیکن یہاں ہم موصوف کے ایک خطاب کے چند جملے بحرفہ نقل کرنا چاہتے ہیں، جن میں موصوف نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ:

بارہ امامانِ اہل بیت کی ترتیب ایک سازش اور گیم ہے۔

موصوف کی گفتگو اسی کے حروف میں ملاحظہ ہو:

سوہنڑا!

امام حسن کے ایک شہزادے۔

جو غازئ کربلا ہیں۔ امام زین العابدین سے افضل ہیں۔ ان کا نام بھی حسن ہے۔ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ ان کو حسن مثنیٰ بھی کہتے ہیں۔۔۔۔۔اب اگر ہم میں تھوڑا سا بھی خوفِ خدا آجائے۔ جذبۂ بقائے اسلام ہے تو آج کے بعد ہر بندہ اس نام کا مبلغ بن جائے۔۔۔

اٹھاؤ سوال۔۔۔ کہ کہاں گئی نسلِ امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ؟ کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟

ایک بات اور بھی سن لو۔ امام زین العابدین امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

ہم بھی مانتے ہیں۔ وہ ایک الگ بات ہے۔ ہم ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

سوال یہ نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کو کچھ لوگوں نے اماموں میں شامل کیا ہوا ہے لیکن امام حسن مثنی کو اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

آپ لوگوں کی عادت کے خلاف بات ہو تو میں ٹھیکے دار نہیں ہوں۔ بات یہ کرو کہ بات حق ہے کہ نہیں ہے؟

اور امام حسن مثنی بارہ اماموں میں شامل کیوں نہ کیے گئے ے ے ے؟

پتا چلتا ہے یہ نام اللہ نے نہیں چنے۔ لوگوں نے اپنی مرضی کی ہے۔

یہ بارہ کے بارہ ہستیاں عظیم ہیں ں ں ں ں ں

خبردار! سچ لکھے ہو ویں ں ں ں۔ عظیم ہیں۔ بات یہ ہے کہ:

جس طرح گنتی تم نے بنائی ہوئی ہے اس پہ سوال اٹھ گیا ہے اس کا جواب علمی چاہیے۔ جذباتی سوال کا جواب نہیں چاہیے۔

اور امام حسن مثنی غازئ کربلا ہیں۔ ان کا کربلا والوں میں ذکر تک نہ دیا جائے ے ے ے ے ے ے

اور سنیے۔

امام حسن مثنی کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی امام نہ بن سکا!!!!

ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟

پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم کسی اور ہستی کا نام لیتے ناں ہم پر سو فتوے لگنے تھے۔ اب تو ہم اولادِ علی المرتضی میں ہی بات کر رہے ہیں۔

اسی مولا مرتضی کا خون مبارک وہ ہے۔ وہی خون مبارک یہ ہے۔ یہ خون تجھے پسند آگیا۔ اس خون کو تم نے باہر نکال دیا۔

سوہنڑا!

سوال ایسا ہے جس کا قیامت کے دن جواب دینا پڑے گا!!!

سنیت سوال کرتی ہی۔۔۔ اسلام سوال کرتا ہے۔۔۔ ایمان سوال اٹھاتا ہے۔۔۔ انصاف سوال کرتا ہے۔

اس کا جواب دیا جائے۔

نہیں ہو گا۔

ایک اور بات بھی سن لیں۔

انہی حضرت مثنیٰ کی اولاد میں سے پاکستان میں ایک بہت بڑی ہستی دفن ہیں۔ حضرت عبد اللہ شاہ غازی۔ کراچی کلفٹن۔ سمندر کے کنارے پر۔ بالکل قریبی

پڑپوتے پوتے لگ بھگ بنتے ہیں۔150 ہجری میں وصال ہوا ہے۔ فیض کا سمندر ہے ان کا مزار۔

اور سناؤں؟

داتا صاحب۔ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

اور سناؤں؟

تیرے میرے غوث حضور غوثِ اعظم۔ حسن مثنیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔

اور ایک اور افسوس ناک بات بتاؤں؟

جن کی اولاد میں سے چھ سو سال بعد داتا صاحب اور غوث پاک پیدا ہو سکتے ہیں ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا امام کیوں نہیں ہو سکتا؟

اور سنو!

اور یہ سب اولیاء اہلسنت میں ہیں۔

اور اہلسنت میں وہ بھی ہیں۔ اس غلط فہمی میں بھی نہ رہنا۔

امام زین العابدین بھی سنیوں کے اور حسن مثنیٰ بھی سنیوں کے امام ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان۔ ابو داود شریف میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں یہ میرا بیٹا حسن سردار ہے جیسا کہ:

کما سماہ رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سردار رکھا ہے۔

ان ابنی ہذا سید کما سماہ رسول اللہ ﷺ

یہ میرا بیٹا سید ہے۔ حسن۔ فرمایا: حسن سید ہے۔ اس کا نام حضور ﷺ نے سید رکھا ہے۔ اور قیامت کے قریب امام مہدی میرے اس بیٹے حسن کی اولاد میں سے ہو گا۔

لو جی!

او بارہویں امام تے نام لے کے آئے پے جے حسنی۔

سوہنڑا!

یہ تھا پوائنٹ نمبر3

بابائے ناصبیت کی مذکورہ بالا زہریلی گفتگو کو اس لنک پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

https://www.youtube.com/watch?v=aRwisYnpk9M

تیسری فصل
بابائے ناصبیت کی زہریلی گفتگو پر تبصرہ

قال:

امام زین العابدین سے افضل ہیں۔

حضرت حسن مثنی کی
افضلیت پہ دلیل کا مطالبہ

اقول بحول الله تعالى وقوته:

رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد افضل و اعلی و بلند و بالا ہے۔ لیکن یہ دعوی کے حضرت سیدنا حسن مثنی حضرت سیدنا امام زین العابدین سے افضل ہیں۔ یہ بابائے ناصبیت کا دعوی ہے۔ ہم موصوف سے اس کی دلیل کا تقاضا کرتے ہیں۔

جس دن دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ:

حضرت سیدنا حسن مثنی بن حسن مجتبی بن علی مرتضی بن ابی طالب علیہم السلام حضرت سیدنا امام زین العابدین بن حسین شہید بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے افضل ہیں۔

اس دن ہم اس عنوان پہ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھائیں گے۔

فی الحال اتنا کہتے ہیں:

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ

بابائے ناصبیت کا مقصد تفریق وانتشار ہے

قال:

اب اگر ہم میں تھوڑا سا بھی خوفِ خدا آ جائے۔ جذبۂ بقائے اسلام ہے تو آج کے بعد ہر بندہ اس نام کا مبلغ بن جائے۔۔۔

اقول بتوفیق اللہ وتعالی وتوقیفہ:

سیدنا حسنِ مثنی علیہ السلام کے نام نامی اسمِ گرامی کی تبلیغ تو سبحان اللہ۔۔۔!!! لیکن رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى

اعمال نیتوں سے ہیں۔ اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی۔

ہم بابائے ناصبیت کی نیت پہ حملہ نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی ہم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم کسی کی نیت پہ حملہ کریں۔ لیکن ہم قارئین کو یہ دعوت ضرور دیں گے کہ وہ خود بابائے ناصبیت کی گفتگو سماعت فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ:

سیدنا حسنِ مثنی علیہ السلام کے نام کی تبلیغ کی دعوت کیوں دی جارہی ہے۔

- آیا اس لیے کہ امتِ مسلمہ ان کے مقام ومرتبہ، ان کی رفعت ومنزلت سے خوابِ غفلت میں جاچکی ہے؟؟؟
- یا اولادِ سیدنا امام حسینؑ سے مقابلہ بازی کے لیے؟

بابائے ناصبیت کی گفتگو بحرفہ ہم نے نقل کردی اور اس کی لنک بھی درج کردی ہے۔ موصوف کی گفتگو کو سن کر یا پڑھ کر ہر منصف مزاج یہ فیصلہ کرنے پر

مجبور ہو گا کہ:

یہاں سیدنا حسنِ مثنیٰ علیہ السلام کی عظمت وشان کی تبلیغ مقصود نہیں۔ بلکہ سیدنا امام حسین کی اولادِ امجاد علیہم السلام سے مقابلہ بازی اور فتنہ بازی مقصود ہے۔

جیسے کچھ لوگوں نے بنائی تو مسجد۔ لیکن پہلے دن ہی بدنیتی شامل تھی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾ [التوبة: 107]

اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف دینے، کفر کرتے ہوئے، اور اہلِ ایمان کے بیچ تفریق کے لیے مسجد بنائی اور اس شخص کے انتظار کے لیے جس نے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی۔ اور ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ انہوں نے تو بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ ضرور جھوٹے ہیں۔

پھر اپنے حبیبِ کریم ﷺ سے فرمایا:

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ [التوبة: 108]

آپ اس میں کبھی بھی قیام فرمانہ ہوں۔

لیکن ایک مسجد وہ بھی تھی جس میں تشریف لے جانے کا حکم خود خالقِ کائنات جل وعلا وسبحانہ وتعالی نے فرمایا۔ اس کی شان یہ تھی کہ وہ پہلے دن ہی تقوی کی بنیاد پر بنائی گئی۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾ [التوبة: 108]

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے روز ہی تقوی پر رکھی گئی، وہ اس کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں قیام فرما ہوں۔

دونوں گروہوں نے بنائی تو مسجد ہی تھی لیکن:

ایک گروہ کی مسجد کی تعمیر اہلِ اسلام کے بیچ تقسیم اور تفرقہ کی نیت پر مشتمل تھی۔ سو اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیشہ کے لیے اس سے روک دیا۔

جبکہ دوسری مسجد کی تعمیر بر بنائے تقوی تھی تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیب ﷺ کا اس میں قیام فرمانا احق بتایا۔

بابائے ناصبیت کی مکمل گفتگو سنی جائے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ:

بابائے ناصبیت کو سیدنا حسنِ مثنی علیہ السلام کے ذکر سے کوئی غرض نہیں۔

موصوف کو غرض ہے تو:

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا ذکر روکنے سے۔۔۔!!!

موصوف کو غرض ہے تو معمولاتِ اہلسنت پہ حملہ آور ہو کر اہلِ سنت کے

بیچ افرا تفری اور افتراق وانتشار کی آگ بھڑکانے سے۔۔۔!!!

بالکل وہی طرز جو مسجدِ قبا کے مقابل مسجدِ ضرار والوں کا تھا۔۔۔۔!!!

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

بابائے ناصبیت کی بد نیتی پر قرینہ

قال:

اٹھاؤ سوال۔۔ کہ کہاں گئی نسل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؟ کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟

اقول بتوفیق اللہ وتعالی وتوقیفه:

قارئینِ کرام!

اسلوب صاف بتا رہا ہے کہ سامعین کو بغاوت پہ ابھارا جا رہا ہے۔ تفریق وانتشار کی دعوت دی جا رہی ہے۔

اور پچھلی گفتگو میں ہم نے اسی بات کی جانب اشارہ کیا کہ بابائے ناصبیت اہلِ اسلام کو تشویش اور تفریق کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ موصوف کو سیدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ذکر سے کوئی غرض و مطلب نہیں۔

رہا یہ سوال کہ کہاں گئی امام حسن کی نسل؟

تو یہ سراسر جاہلانہ سوال ہے۔ کیونکہ چار دانگِ عالم امام حسن کی نسل موجود ہے اور ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ تا قیامِ قیامت موجود رہے گی۔

رہی یہ بات کہ **انہیں کیوں نہیں یاد کیا جاتا؟**

تو یہ بھی نری جاہلانہ بات ہے۔

♥ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حسنی سید ہیں۔ پوری دنیا میں اولیائے کرام میں سے جتنا ذکر سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا کیا جاتا ہے شاید ہی صحابہ کے بعد کسی بھی دوسری شخصیت کا کیا جاتا ہو۔

♥ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری حسنی سید ہیں۔ ملکِ پاکستان میں جو مرکزی حیثیت حضرت داتا گنج بخش کے مزارِ انور کو حاصل ہے، شاید ہی کسی دوسرے مزار کو ایسی مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

♥ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی رضی اللہ تعالی عنہ۔ حسنی سید ہیں۔ ملک بھر میں جس قدر کی نگاہ سے حضورِ اعلی کی شخصیت کو دیکھا جاتا ہے، متاخرین میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جنہیں ایسی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔

♥ حضرت سیدنا عبد اللہ بن محمد نفسِ زکیہ بن عبد اللہ محض بن حسن مثنی بن حسن مجتبی بن علی المرتضی بن ابی طالب علیہم السلام المعروف: عبد اللہ شاہ غازی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا۔ حسنی سید ہیں اور سیدنا امام حسن مجتبی کے سڑوتے (سکڑ پوتے) ہیں۔ پورے کراچی میں جس قدر کی نگاہ سے حضرت سیدنا عبد اللہ شاہ غازی رحمہ اللہ کو دیکھا جاتا ہے، کوئی دوسرا ایسا نہیں جس کو ایسی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔

بابائے ناصبیت کا یہ کہنا کہ: **کیوں نہیں ان کو یاد کیا جاتا؟؟؟**

یہ صرف سادہ لوح سنیوں کو بہکانے اور ناصبیت کا چورن بیچنے کے لیے ہے۔ ورنہ حسنی سادات بھی چار دانگِ عالم صبح شام ایسے ہی مذکور ہوتے ہیں جیسے حسینی سادات۔۔۔ جعلنا اللہ سبحانه وتعالی من خدامهم فی الدنیا والآخرة

بابائے ناصبیت کی بد باطنی

قال:

ایک بات اور بھی سن لو۔ امام زین العابدین امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوته:

پہلے باب میں دسیوں ائمہ وعلماء کا ذکر ہو چکا جن کے نزدیک سیدنا امام زین العابدین امام تھے۔ اور بلاشبہ سیدنا امام زین العابدین اہلِ سنت کے نظریے کے مطابق بھی امام ہی ہیں۔

پھر بابائے ناصبیت کا کہنا: امام بن گئے۔ ایک عقیدے کے مطابق۔

صاف بتا رہا ہے کہ بابائے ناصبیت کی نظر میں وہ امام نہیں۔ اور ہم بابائے ناصبیت سے منوانا بھی نہیں چاہتے کیونکہ سیدنا امام زین العابدین کو امام ماننا ناصبیوں کا عقیدہ ہی نہیں۔ اہلسنت کا نظریہ یہ ہے۔ رہی بات روافض کی تو علیہم ما علیہم۔

بابائے ناصبیت کا شدید زہریلا جملہ اور منہجِ کفار کی پیروی

قال:

سوال یہ ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کو کچھ لوگوں نے اماموں میں شامل کیا ہوا ہے لیکن امام حسن مثنیٰ کو اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

"اماموں میں شامل کیا ہوا ہے" اور "اماموں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا"

سوال یہ ہے کہ:

؟ کیا حضرت سیدنا حسن مثنیٰ علیہ السلام نے امامت کا دعوی کیا؟

؟ آپ کے پیروکاروں میں سے کسی نے آپ کے لیے امامت کا قول کیا؟

؟ اکابر اہلسنت میں سے کسی نے سیدنا حسن مثنیٰ کے لیے اس منصب کا دعوی کیا؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر بابائے ناصبیت کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے اور وہ سیدنا حسن مثنیٰ علیہ السلام کے لیے مرتبۂ امامت کیوں منوانا چاہ رہا ہے؟؟؟

بات وہی ہے جو ہم سطورِ بالا میں گزارش کر چکے کہ نواصب کا بنیادی مقصد ذکرِ آلِ رسول ﷺ پہ حملہ ہے اور اس ذریعے اہل اسلام کو تشویش و تفریق میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔ ورنہ جس ہستی نے خود ایک منصب کا دعوی نہیں کیا۔ اکابر اہل سنت میں سے کسی نے ان کے لیے اس منصب کا قول نہیں کیا۔ پھر بابائے ناصبیت کا

ان کے لیے اس منصب کی خاطر تلملانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟؟؟

ثم اقول بحول الله تعالى وقوته:

بابائے ناصبیت کا اعتراض "امامت" کے کس معنی پر ہے؟

- اگر امام بمعنی "پیشوائے امت" پر اعتراض ہے تو یہ بابائے ناصبیت کی جہالت ہے۔ سیدنا حسن مثنی تو کیا، ان کے غلام بلکہ غلاموں کے غلام بھی پیشوایانِ امت اور امامانِ اہلِ اسلام وامامانِ اہلِ سنت ہیں۔
- اگر اعتراض امام بمعنی خلیفہ پر ہے تو یہ اعتراض بھی باطل ہے۔ کیونکہ اس معنی کے لحاظ سے سیدنا امام زین العابدین کو بھی امام نہیں کہا جاتا۔
- اگر اعتراض اس معنی پر ہے جو روافض کے خود ساختہ ہیں تو اس لحاظ سے بھی اعتراض باطل ہے۔ کیونکہ اہلسنت میں اس معنی کا کوئی بھی قائل نہیں۔ نہ سیدنا امام زین العابدین کے لیے، نہ ان کے والدِ گرامی سیدنا امام حسین کے لیے اور نہ ہی باقی ائمہِ اہلِ بیت کی خاطر۔
- اور اگر اعتراض امام بمعنی قطب الارشاد بالاصالۃ اور منبعِ فیضِ ولایت پر ہیں جس کی اکابرِ اہلسنت نے تصریح کی تو اب بابائے ناصبیت کی گفتگو کفار کے اس قول کی مانند ہے جسے قرآنِ عظیم نے بدیں کلمات ذکر فرمایا:

﴿لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ﴾

یہ قرآن مکہ وطائف کے کسی عظیم آدمی پر کیوں نہ اترا؟

[الزخرف: 31]

جیسے کفار کا اعتراض تقسیمِ الٰہی پر تھا بالکل ویسے ہی بابائے ناصبیت کا اعتراض بھی تقسیمِ خداوندی پر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے رد میں فرمایا:

﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ﴾ [الزخرف: 32]

کیا وہ لوگ آپ کے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ان کے بیچ ہم نے ان کی دنیوی زندگانی میں ان کے رزق بانٹے اور ان میں سے بعض کو دوسرے پر درجوں بلندی بخشی۔

یہ فضلِ خداوندی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾

یہ انتخابِ خداوندی ہے۔۔۔ صدیوں بعد سیدنا امام حسن کے بیٹے سیدنا غوثِ اعظم کو قطبیت کا مقام مل گیا لیکن اس دور میں سیدنا امام حسین کے جگر پاروں میں سے یہ مقام کسی کو نصیب نہ ہوا تو کیا یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ:

امام حسن کی اولاد میں صدیوں بعد یہ مقام مل گیا تو سیدنا امام حسین جن کی اولاد میں آٹھ یا نو ائمہِ اطہار کی شخصیات ہیں، ان کی اولاد میں یہ مقام کیوں نہ ملا؟

پیرِ فرتوت کا یہ اعتراض خالص جہالت کا نتیجہ اور کفار کے طرز کی کامل پیروی ہے۔ اور پھر بچپن کی انتہا کرتے ہوئے کہا:

سازش کیا ہے؟ گیم کیا ہے؟

قارئینِ کرام!

ہم دوسرے باب کی پہلی فصل میں بتا چکے کہ:

باباۓ ناصبیت کسی بھی دینی ادارے کا مستند عالم نہیں۔ یہ ایک چالاک اور عیار شخص ہے جس نے اپنی چالاکی سے نہ جانے کتنوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے۔

اس بڈھے کے ان زہریلے جملوں کا مطلب یہ بنتا ہے کہ: پہلے باب میں جن لاتعداد اہلِ علم کا ذکر ہوا وہ سارے "سازش" اور "گیم" کا حصہ ہیں۔۔۔!!!

خوارجہ محمد پارسا سازش کا حصہ۔۔۔علامہ جامی سازش کا حصہ۔۔۔شیخ محقق سازش کا حصہ۔۔۔ شیخ مجدد سازش کا حصہ۔۔۔ مولانا جلال رومی سازش کا حصہ۔۔۔ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب سازش کا حصہ۔۔۔۔ فاضل بریلی سازش کا حصہ۔۔۔ پوری سنیت سازش کا حصہ ہے اور عوام اہلسنت کو دھوکا دینے میں مصروف ہے تو یہ بڈھا بتا دے کہ پھر اس نے دین کہاں سے سیکھا ہے؟

سچ کہتے ہیں کہ: نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملاں خطرۂ ایمان۔

اور باباۓ ناصبیت تو نیم ملاں بھی نہیں بالکل ہی فارغ شخص ہے۔ بس صبح شام گمراہ گری میں مصروف رہتا ہے۔

بابائے ناصبیت کی گفتگو پر نقض اور خطرناک نتائج پر تنبیہ

قال:

اور سنیے۔ امام حسن مثنی کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی امام نہ بن سکا!!!!

ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟

پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

بابائے ناصبیت کی اس گفتگو کے تناظر میں اگر کوئی شخص انبیائے بنی اسرائیل پہ بدیں الفاظ اعتراض کرے کہ:

حضرت اسماعیل کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی نبی نہ بن سکا!!!!۔ ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدانخواستہ؟ پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ بابائے ناصبیت اور ہمنوا اس کا کیا جواب دیں گے؟

اور صرف انبیائے بنی اسرائیل پر ہی کیوں؟

کوئی شخص حضرت شیث سے لے کر تمام انبیائے کرام کے مقابل اعتراض اٹھائے کہ:

عبد المغیث بن آدم کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، کوئی بھی نبی نہ بن سکا!!!!

ان میں کوئی صلاحیت نہ تھی خدا نخواستہ؟

پتا چلتا ہے یہ سلیکشن من مانی ہے۔ اس کا رب رسول کی سلیکشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم پیرِ فرتوت اور اس کے حامی نواصب سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

کیا یہ کفار کے طرزِ عمل سے کچھ مختلف ہے؟

جو گھٹیا اور کفریہ سوال بابائے نواصب نے بارہ امامانِ اہلِ بیت کی خصوصیت کے انکار کے لیے اٹھایا ہے، یہ سوال تو کسی بھی عظمت والی ہستی کی عظمت کے انکار کے لیے اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ امت کو اسلام سکھایا جا رہا ہے یا بغضِ اہلِ بیت میں طرزِ کفار کی تعلیم دی جا رہی ہے؟؟؟

بابائے ناصبیت کی بدنیتی پر ایک اور قرینہ

قال:

ہم کسی اور ہستی کا نام لیتے ناں ہم پر سو فتوے لگنے تھے۔ اب تو ہم اولادِ علی المرتضی میں ہی بات کر رہے ہیں۔

اقول بحول الله تعالى وقوته:

قارئینِ کرام! ہم پہلے بتا چکے کہ بابائے ناصبیت کو سیدنا حسن مثنیٰ کے ذکر سے کوئی لینا دینا نہیں۔ اسے تکلیف ان ہستیوں کے ذکر سے ہے جن کا ذکر کیا جا رہا

ہے۔ موصوف کے یہ جملے بھی ہمارے دعوے کی صداقت پر گواہی دے رہے ہیں۔
صاف صاف معلوم ہو رہا ہے کہ:

بابائے ناصبیت جن ہستیوں کا نام لے کر مہم چلا رہا ہے وہ نام فتووں سے بچنے کے لیے صرف ایک بہانہ ہیں۔ ورنہ اصل حملہ اس ذکرِ اہل بیت پر ہے جو چار دانگِ عالم جاری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا پہ بابائے ناصبیت کی ویڈیو کو ہر سو پھیلانے والے وہی لوگ ہیں جو ذکرِ آلِ رسول ﷺ کو رافضیت کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ یہ ساری چیزیں ان حضرات کی بد باطنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قال:

سنیت سوال کرتی ہی۔۔۔ اسلام سوال کرتا ہے۔۔۔ ایمان سوال اٹھاتا ہے۔۔۔ انصاف سوال کرتا ہے۔

اقول بحول الله تعالى وقوته:

سنیت نے سوال کرنا ہوتا تو پہلے باب میں ان گنت ائمہ وعلماء نہ بارہ امامانِ اہل بیت کا ذکر کرتے اور نہ ہی وہ ترتیب مانتے جو مشہور ہے۔ البتہ یہ سوال ناصبیت کا ضرور ہے۔ بابائے ناصبیت کو یوں کہنا چاہیے:

ناصبیت سوال کرتی ہی۔۔۔ بغضِ آلِ رسول ﷺ سوال کرتا ہے۔۔۔ دشمنِ مولا علی سوال اٹھاتا ہے۔۔۔ یزیدی سوال کرتا ہے۔

بابائے ناصبیت کی گمراہ گری

قال:

اور ایک اور افسوس ناک بات بتاؤں؟

جن کی اولاد میں سے چھ سو سال بعد داتا صاحب اور غوث پاک پیدا ہو سکتے ہیں ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا امام کیوں نہیں ہو سکتا؟

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

بابائے ناصبیت اور اس کے حامیوں کا مقصد صرف اور صرف اضلالِ امت ہے۔ اگر بابائے ناصبیت کا یہ سوال اصولی ہے تو مندرجہ ذیل سوال کا جواب بھی دے دے:

حضرت سیدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی اولاد میں سے صدیوں بعد خاتم الانبیاء ہو سکتے ہیں تو ان کی ڈائریکٹ اولاد اور پہلا بیٹا نبی کیوں نہیں ہو سکتا؟

قارئین کرام!

کیا اس طرز کو کوئی ہوشمند شخص اسلامی طرز کہہ سکتا ہے؟

نواصب بغضِ مولائے کائنات علیہ السلام اور بغضِ آلِ رسول ﷺ میں اس قدر پستی میں گر چکے ہیں کہ بدبختوں نے اصولِ کفر کی تعلیم و تبلیغ شروع کر دی ہے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

امام مہدی کا
حسنی یا حسینی ہونا مختلف فیہ

قال:

او بارہویں امام تے نام لے کے آئے پے جے حسنی۔

اقول بحول اللہ تعالی وقوتہ:

حضرت سیدنا امام مہدی کے حسنی یا حسینی ہونے میں علمائے امت کے بیچ اختلاف ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حسنی حسینی ہوں۔ بعض اہل علم نے والد کی جانب سے حسنی ہونا اور والدہ کی جانب سے حسینی ہونے کو، سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹوں سیدنا اسماعیل وسیدنا اسحاق کے معاملے پر قیاس کرتے ہوئے ، ترجیح دی ہے۔

علامہ علی قاری متوفی 1014ھ لکھتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِي أَنَّهُ مِنْ بَنِي الْحَسَنِ، أَوْ مِنْ بَنِي الْحُسَيْنِ، وَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ جَامِعًا بَيْنَ النِّسْبَتَيْنِ الْحُسْنَيَيْنِ، وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ مِنْ جِهَةِ الْأَبِ حَسَنِيٌّ، وَمِنْ جَانِبِ الْأُمِّ حُسَيْنِيٌّ، قِيَاسًا عَلَى مَا وَقَعَهُ فِي وَلَدَيْ إِبْرَاهِيمَ: إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، حَيْثُ كَانَ أَنْبِيَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كُلُّهُمْ مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ، وَإِنَّمَا نُبِّئَ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ نَبِيُّنَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَامَ مَقَامَ الْكُلِّ، وَنِعْمَ الْعِوَضُ وَصَارَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ، فَكَذَلِكَ لَمَّا ظَهَرَتْ أَكْثَرُ الْأَئِمَّةِ وَأَكَابِرُ الْأُمَّةِ مِنْ أَوْلَادِ الْحُسَيْنِ، فَنَاسَبَ أَنْ يَنْجَبِرَ الْحَسَنُ بِأَنْ أُعْطِيَ لَهُ وَلَدٌ يَكُونُ خَاتَمَ الْأَوْلِيَاءِ، وَيَقُومُ مَقَامَ سَائِرِ الْأَصْفِيَاءِ

یعنی حضرت مہدی کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ بنو حسن سے ہوں گے یا بنو حسین سے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں عظیم نسبتوں کے جامع ہوں۔ اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ: والد کی جانب سے حسنی ہوں اور والدہ کی جانب سے حسینی۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے جو حضرت سیدنا ابراہیم کے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل وحضرت اسحاق کے بارے میں پایا گیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے سارے انبیاء بنو اسحاق سے تھے اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہمارے نبی ﷺ کو مقام نبوت ملا اور سب کے قائم مقام بن گئے اور کیا خوب عوض بنے اور خاتم الانبیاء ہوئے۔ پس یوں ہی جب اکثر ائمہ اور امت کے اکابر سیدنا امام حسین کی اولاد سے ہوئے تو مناسب ہے کہ امام حسن کو بایں طور بدلہ دیا جائے کہ انہیں ایک ایسا بیٹا دیا جائے جو خاتم الاولیاء ہو اور باقی اصفیاء کا قائم مقام ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح 8/3438،3439)

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو سے ایک بات تو یہ واضح ہوگئی کہ:

سیدنا امام مہدی کا حسنی ہونا یا حسینی ہونا مختلف فیہا مسئلہ ہے۔

دوسری بات یہ بھی واضح ہوگئی کہ:

جن حضرات نے سیدنا امام مہدی کے حسنی ہونے کو ترجیح دی انہوں نے اسے قیاس کیا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بیٹوں حضرت اسماعیل واسحاق علیہما الصلوۃ والسلام کے معاملے پر۔ ایک بیٹے کی اولاد سے ان گنت انبیاء اور دوسرے بیٹے کی اولاد سے ایک ہی نبی جو خاتم الانبیاء۔ علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام

بنابریں: سارے ائمہ امام حسین کی اولاد سے اور امام حسن کی اولاد سے ایک ہی امام جو خاتم الائمہ۔

حضرت سیدنا امام مہدی حسنی ہوں یا حسینی ہوں لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ سیدۂ کائنات علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ اور اس مقام پہ بندہ اس باب میں ترجیح کی جانب جانا بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن اس قدر ضرور کہنا چاہے گا کہ:

جن حضرات نے امام مہدی کے حسنی ہونے کو ترجیح دی انہوں نے سارے ائمہ امام حسین کی اولاد سے ماننے اور بطورِ عوض خاتم الائمہ امام حسن کی اولاد سے ماننے۔ لیکن بابائے ناصبیت کی عقل کی فٹنگ شاید الٹی ہے کہ ایک جانب سیدنا امام مہدی کے حسنی ہونے کا اصرار بھی کر رہا ہے اور دوسری جانب باقی ائمہ کے سیدنا امام حسین کی اولاد سے ہونا اس کو ہضم بھی نہیں ہو رہا۔

حقیقت وہی ہے جس کی طرف بندہ نے سطورِ بالا میں اشارہ کیا کہ:

بابائے ناصبیت کو ذکر سیدنا امام حسن یا سیدنا حسن مثنیٰ سے کچھ غرض نہیں۔ اصل میں تکلیف ہے ذکرِ اہل بیت سے۔ لیکن اہل بیت کے مقابل اپنے محبوبوں کا ذکر لائے گا تو لعن طعن کے زیادہ گلدستے پیش ہوں گے۔ لہٰذا موصوف کی چالاکی اور چابکدستی ہے کہ: اہل بیت کے ذکر پر اہل بیت ہی کے ذریعے اعتراض کر رہا ہے تاکہ اس کے دل کی تسلی بھی ہو جائے اور فتوی سے بھی بچ سکے۔

یعنی:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

لیکن:

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا